رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ؕ

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر - غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN

قیمت ششماہی اندرون ہند

قیمت ششماہی بیرون ہند

جلد ۲۳ | ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۶۹

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا ایک اور خطبہ جمعہ

احرار کو مباہلہ کا چیلنج اور اس کی مزید توضیح

مسجد شہید گنج کے لئے جماعت احمدیہ کی ہر ممکن اور جائز قربانی کرنے پر آمادگی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مباہلہ کا جو چیلنج دیا تھا۔ وہ بالکل صاف اور واضح تھا جب احراری لیڈر یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرور عالم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی ہے اور جماعت احمدیہ نعوذ باللہ آپ کی ہتک کی مرتکب ہو رہی ہے۔ نیز یہ کہ جماعت احمدیہ کی نگاہ میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی کوئی قعت نہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ جب ان امور کے متعلق انہیں مباہلہ کا چیلنج دیا گیا تو وہ اسے منظور نہ کرتے لیکن انہوں نے صرف یہ اعلان کیا کہ مولوی مظہر علی صاحب اظہر ۲۳ ستمبر کو قادیان جاکر اس کا جواب دینگے۔ اظہر صاحب نے اس کا جو جواب دیا اس کا مختصر ذکر الفضل میں کیا جاچکا ہے۔ لیکن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۶ ستمبر کے خطبہ جمعہ میں پہلے ہی بتا دیا تھا۔ کہ وہ کیا طریق اختیار کرکے اس چیلنج کو ٹالنا چاہیں گے۔ وہ خطبہ آج کے پرچہ میں شائع کیا جارہا ہے۔

اس کے علاوہ حضور نے اس خطبہ میں مسجد شہید گنج کے متعلق جماعت احمدیہ کے طریق عمل پر روشنی ڈالی ہے۔ اور اعلان فرمایا ہے کہ جماعت احمدیہ اس کیلئے ہر جائز قربانی کرنے پر آمادہ ہے۔

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دُعا

(۱) خاکسار کے ایک عزیز ملک بہادر خان صاحب ہیڈ ماسٹر سکول گھوردشہ ضلع سرگودھا کئی ہفتوں سے بعارضہ بخار میعادی بیمار ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی جائے ۞ خاکسار شیخ یوسف علی قادیان (۲) میری والدہ صاحبہ کو ریاست جموں وکشمیر کے محکمہ تعلیم سے معطل کر دیا گیا ہے۔ احباب بحالی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار صلاح الدین رشید (۳) خاکسار کئی دنوں سے بخار میں مبتلا ہے۔ کمزوری بہت ہے نئی ملازمت ہے۔ اور عنقریب سکول کا معائنہ ہونے والا ہے۔ احباب دردِ دل سے صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار ملک محمد یعقوب ڈرائنگ ماسٹر دمعلی (۴) خاکسار کی والدہ صاحبہ بعارضہ بخار وکھانسی ودردِ شکم سخت بیمار ہیں احباب دعائے صحت فرمائیں بشیر الدین احمد ملتانی مجددہ (۵) میں بعارضہ تپ دق بیمار ہوں۔ احمدی بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے۔ کہ میری صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا فرمائیں ۞ خاکسار صالحہ بیگم کلکتہ (۶) میری اہلیہ سخت بیمار ہے۔ احباب اس کی کامل صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں ۞ خاکسار محمد افضل ڈیرہ غازی خاں ۞

اعلانات نکاح

(۱) محمد خان ولد میاں احمد دین صاحب احمدی مرحوم کا نکاح حمیدہ بیگم دختر شیخ محمد اکرام صاحب تاجر قادیان سے بعوض مبلغ آٹھ صد روپیہ ۱۴ ستمبر جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ خاکسار نور احمد مولوی فاضل محرر جامعہ احمدیہ قادیان (۲) مستری تاج الدین صاحب قادیان کا نکاح مسماۃ لطیفن بنت مستری معزالدین صاحب ساکن موضع کھرک جاٹاں ضلع رہتک سے بعوض دو صد روپیہ مہر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۱۵ ستمبر مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ جانبین کے لئے یہ نکاح بابرکت ہونے کی دعا فرمائیں۞ خاکسار نور الٰہی جنجوعہ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

ولادت

(۱) خاکسار کے ہاں ۲۸-۲۹ اگست کی درمیانی شب لڑکا تولد ہوا۔ جس کا نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے محمد رشید احمد رکھا ہے۔ احباب دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے خادم دین بنائے۔ خاکسار محمد نذیر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان (۲) خاکسار کے گھر اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۴ جولائی فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب مولود کی درازیٔ عمر نیز خادم دین بننے کی دعا فرمائیں۔ خاکسار حکیم محمد عبد اللہ حال وارد بائلم ہانگ ساروہتہ سماٹرا ۞

چندہ تحریک جدید میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

عظیم الشان مالی قربانی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جب کبھی جماعت سے کسی قربانی کا مطالبہ فرمایا ہے۔ اس وقت نہ صرف اپنی طرف سے اسوۂ حسنہ پیش فرمایا ہے۔ بلکہ تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضور کے ارشاد پر نہایت انشراح صدر سے لبیک کہتے ہوئے قربانی کا شاندار نمونہ پیش کیا ہے۔ گذشتہ قربانیوں کے علاوہ حال میں چندہ تحریک جدید میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۴۷۲۰ روپیہ کی رقم وصول ہو چکی ہے۔ جو تمام جماعتوں کے وعدوں کا ۱/۴ حصہ ہے۔ اور یہ امر خاص طور پر ظاہر کرنے کے قابل ہے۔ کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس رقم کے برابر کسی بڑی سے بڑی جماعت کا وعدہ بھی نہیں ہے۔ یعنی ہر ایک جماعت کے وعدہ سے یہ رقم بڑھی ہوئی ہے۔ ذیل میں اس قسم کی اسم وار فہرست پیش کی جاتی ہے۔ خاکسار خادم ... سکرٹری تحریک جدید

نام	رقم
۱۔ حضرت ام المومنین	۳۰۰
۲۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ	۳۰۰
۳۔ " " " درثار احمدیوں کی طرف سے	۳۰۰
۴۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب	۳۰۰
۵۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب	۱۰۰
۶۔ حضرت نواب محمد علی خانصاحب	۳۰۰
۷۔ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ	۳۰۰
۸۔ جناب میاں محمد عبداللہ خانصاحب	۵۰۰
۹۔ سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ	۲۰۰
۱۰۔ جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب	۲۲۵
۱۱۔ جناب میر محمد اسحاق صاحب	۳۰
۱۲۔ جناب مرزا رشید احمد صاحب	۳۰۰
۱۳۔ جناب مرزا عزیز احمد صاحب	۲۵۰
۱۴۔ حضرت ام ناصر احمد صاحب	۶۰
۱۵۔ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ	۱۰۰
۱۶۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب	۶۰
۱۷۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب	۱۰
۱۸۔ صاحبزادہ میاں منور احمد صاحب	۱۰
۱۹۔ سیدہ امۃ العزیز صاحبہ	۱۰
۲۰۔ سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ	۶۰
۲۱۔ سیدہ امۃ القیوم صاحبہ	۱۰
۲۲۔ سیدہ امۃ الرشید صاحبہ	۵
۲۳۔ سیدہ ام طاہر	۲۰۰
۲۴۔ سیدہ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ	۶۰
۲۵۔ سیدہ ام وسیم احمد صاحب	۶۰
۲۶۔ سیدہ ام مظفر احمد صاحب	۳۰
۲۷۔ سیدہ امۃ الحمید صاحبہ	۱۰
۲۸۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب	۳۰
۲۹۔ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب	۶۰
۳۰۔ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ	۱۰۰
۳۱۔ میاں محمد احمد خانصاحب	۳۰
۳۲۔ میاں مسعود احمد خان صاحب	۳۰
۳۳۔ میاں عباس احمد خانصاحب	۱۰۰
۳۴۔ طاہرہ بیگم صاحبہ طیبہ بیگم صاحبہ زکیہ بیگم صاحبہ قدسیہ بیگم صاحبہ	۳۰
۳۵۔ محترمہ ام داؤد احمد صاحب	۳۰
۳۶۔ والدہ مرزا رشید احمد صاحب	۱۰۰
۳۷۔ اہلیہ صاحبہ " " "	۳۰
۳۸۔ سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ	۶۰
۳۹۔ مرزا سعید احمد صاحب	۳۰
میزان	۴۷۲۰

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۳ ستمبر سے ۱۷ ستمبر ۱۹۳۵ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے ۞

نمبر	نام	پتہ
۱	غلام حسین صاحب	راولپنڈی
۲	غلام زینب صاحبہ	ضلع رائے پور سی۔ پی
۳	سلیمہ بیگم صاحبہ	ضلع رائے پور سی۔ پی
۴	غلام صادق صاحب	فیروزپور
۵	غلام محمد صاحب	ریاست پٹیالہ
۶	دل محمد صاحب	ضلع کراچی سندھ
۷	سارہ صاحبہ	ضلع فیروزپور
۸	عبدالرزاق صاحب	ضلع ڈیرہ غازیخان
۹	سید محمد عمر صاحب	گونڈہ
۱۰	سردار بیگم صاحبہ	ضلع گورداسپور
۱۱	مستری شیر محمد صاحب	"

دعائے مغفرت

(۱) میرے والد امام خان صاحب کیمبلپوری جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک پرانے صحابی تھے۔ ۱۹-۲۰ اگست کی درمیانی شب قادیان میں فوت ہو گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار عبداللہ خاں احمدی۔ سٹوڈنٹ ڈینٹل کالج لاہور (۲) میرے والد ماجد میاں محمد بخش صاحب بعمر ۹۴ سال بتاریخ ۲۹ اگست بروز جمعرات اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب دعائے مغفرت کریں ۞ خاکسار حیات محمد سب ڈویژنل افسر پی۔ ڈبلیو ڈی پشاور حال وارد بھیرہ

دعائے نعم البدل

میرا چھوٹا لڑکا عمر ایک سال [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

خطبہ جمعہ

احرار کو مباہلہ کا چیلنج اور اس کی مزید تشریح

مسجد شہید گنج کی خاطر جماعت احمدیہ ہر ممکن اور جائز قربانی کرنے کے لئے تیار ہے۔

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۶ ستمبر ۳۵ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
مَیں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں یہ بتایا تھا۔ کہ ہمیشہ سچائی کے منکر جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ اور جب سچائی میں عیب معلوم نہیں کر سکتے۔ تو عیب بناتے اور اختراع کرتے ہیں۔ اور ان کو پھیلا کر سچائی کے حاملین اور متبعین پر اعتراضات کر کے انہیں بدنام کرتے ہیں۔ میں نے

دو باتیں

بیان کی تھیں۔ اور ان کے متعلق یہ تجویز بتائی تھی۔ کہ اگر احرار یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ تو وہ اس کے فیصلہ کے لئے دو میں سے ایک صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ یا تو وہ ان سینکڑوں ہزاروں۔ ہندوؤں اور سکھوں میں سے جن سے احمدیوں کو واسطہ پڑتا ہے۔ اور وہ انہیں علیحدگی میں تبلیغ کرتے ہیں۔ پانسو یا ہزار چن کر انہیں اس کلام کی جس پر وہ ایمان رکھتے۔ اور جسے مقدس سمجھتے ہیں قسم دیں۔ کہ اگر وہ جھوٹ بولیں۔ تو ان پر اور ان کے بیوی بچوں پر

اللہ تعالےٰ کا عذاب

نازل ہو۔ اور پھر ان سے دریافت کریں۔ کہ احمدی علیحدگی میں۔ اور تخلیہ میں ان سے جو گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک ظاہر ہوتی ہے۔ یا عزت۔

دُوسری تجویز

دونوں امور کے متعلق یہ تھی۔ کہ مباہلہ کر لیں۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ سے فیصلہ چاہیں۔ اول۔ اس پر کہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ یا عزت۔ اور دُوسرے اس پر کہ خانہ کعبہ کو بُرا کہتے ہیں۔ اور اس کا احترام نہیں کرتے۔ یا تمام دیگر مقامات سے اعلیٰ اور مقدس سمجھتے ہیں — ان دونوں امور کے لئے میں نے

مباہلہ کا چیلنج

دیا تھا۔ کیونکہ ہم پر یہ ایک مذہبی اتہام ہے۔ اور اس بارہ میں ان کا جھوٹ بہت سے لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے۔ میں نے ان کے اخبار میں پڑھا ہے۔ کہ مولوی مظہر علی صاحب اظہر قادیان آئیں گے۔ اور یہاں آ کر اس کا جواب دیں گے۔ میں نہیں سمجھتا۔ جو جواب وہ یہاں آ کر دیں گے۔ وہ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ میرا خطبہ تو اخبار میں چھپ جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا اخباروں میں کوئی مضمون چھاپ دیا جائے۔ بلکہ مجھے اس میں سہولت ہوتی ہے۔ میں بولتا جاتا ہوں اور لکھنے والے لکھتے جاتے ہیں۔ مگر اس کا جواب وہ آجکل کوئی نہیں دیتے۔ بلکہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ ۱۳۔ تاریخ کو قادیان آ کر مسجد میں جواب دیں گے۔ اس مسجد میں کہ جس میں جب ہمارا رپورٹر رپورٹ لینے کے لئے گیا تو پولیس کے ذریعہ اسے نکال دیا گیا۔ اور

گرفتار کر لینے کی دھمکی

دی گئی۔ وہ دھمکی جس کے متعلق مسٹر بانڈ نے کونسل کے ایک ممبر کو جواب دیا ہے کہ کبھی بھی کسی احمدی کو اس مسجد میں جانے سے نہیں روکا گیا۔ حالانکہ اس بات کو کہ احمدی رپورٹروں کو روکا گیا۔ یہاں کے سینکڑوں لوگ جانتے ہیں۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ حکومت کے سامنے کس قسم کی رپورٹیں کی جاتی ہیں۔ میں نہیں مان سکتا۔ کہ مسٹر بانڈ نے یہ بات اپنے پاس سے بنالی ہو۔ ہم کو ان سے کبھی شکوہ پیدا نہیں ہوا۔ پس انہوں نے جو کہا۔ اپنے علم کے مطابق سچ کہا۔ اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ نیچے سے ان کو

جھوٹی اطلاعات

گئی ہیں۔ ورنہ وہ کبھی تحریر میں ایسی بات نہ لاتے۔ جسے قادیان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ غلط ہے۔ زبانی طور پر احمدی رپورٹر کو وہاں سے نکالنے کے علاوہ احمدیوں کو

تحریری نوٹس

بھی دیا گیا تھا۔ کہ اگر ان کے رپورٹر اس مسجد میں گئے تو ان پر ۱۰۷ کا مقدمہ چلایا جائیگا یہ نوٹس مجسٹریٹ علاقہ کی طرف سے تھا۔ اور ناظر امور عامہ۔ اور لوکل انجمن کے پریذیڈنٹ میر قاسم علی صاحب کو دیا گیا تھا۔

بہرحال ایک ایسی مسجد جہاں احمدیوں کو جا کر نوٹ لینے کی بھی اجازت نہیں اس میں کھڑے ہو کر کوئی اعلان کرنے کے معنے سوائے اس کے کیا ہو سکتے ہیں۔ کہ وہاں فخریہ طور پر کہدیا جائے کہ آؤ۔ اور مقابلہ کر لو۔

اور غرض صرف یہ ہو۔ کہ وہاں کوئی آنے جانیوالا ہو گا۔ اور نہ اس چیلنج کا جواب دے گا۔ علاوہ ازیں اس موقعہ پر

دوسرے احرار لیڈر

بھی نہ ہوں گے۔ جن کا مباہلہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔ میری طرف سے چیلنج بالکل واضح ہے۔ اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں جسے کوئی معقول آدمی رد کر سکے۔ ان کا مرکز لاہور ہے اور میں نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ہم وہاں آجائیں گے۔ گورداسپور پر انہیں بہت فخر ہے۔ اور میں نے کہہ دیا ہے۔ کہ ہم وہاں آجائیں گے۔ پھر ہم نے ان پر دوسرے مسلمانوں میں سے کوئی خاص شخصیت پیش کرنے کی قید نہیں لگائی۔

جماعت احمدیہ کا امام مباہلہ میں شامل ہوگا

اس کے بھائی ہوں گے۔ صدر انجمن کے ناظر ہوں گے۔ اور تمام بڑے بڑے ارکان ہوں گے۔ ان کے علاوہ پانسو یا ہزار دوسرے معزز افرادِ جماعت بھی ہوں گے۔ احرار کے متعلق میں نے صرف یہ کہا ہے۔ کہ

احرار کے پانچ لیڈر

یعنی مولوی مظہر علی صاحب اظہر۔ چودہری افضل حق صاحب۔ مولوی عطاء اللہ صاحب مولوی داؤد غزنوی صاحب۔ اور مولوی حبیب الرحمن صاحب ہوں۔ گویا ہم ان سے جو مطالبہ کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ پابندی اپنے پر لگاتے ہیں۔ ان میں خلیفہ کوئی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی خلافت باقی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کی طرف سے خلیفہ ہوگا۔ اور ذمہ وار ارکان ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے مرد ممبر ہوں گے۔ اور اس کے مقابلہ میں ان کے صرف پانچ لیڈر میں نے ضروری رکھے ہیں۔ باقی جنکو بھی وہ اپنا نمائندہ بنا کر لائیں گے۔ ہم ان کو مان لیں گے۔ اس مباہلہ میں تقریروں کا بھی اتنا سوال نہیں۔ کیونکہ یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ بلکہ واقعات ہیں۔ اور

صرف پندرہ منٹ

اپنے عقیدہ کے بیان کے لئے کافی ہیں پندرہ منٹ میں ہم اپنا عقیدہ بیان کر دیں گے اور اتنے ہی عرصہ میں وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جو یہ کہتے ہیں غلط ہے۔ حقیقتاً یہ ایسا نہیں مانتے اس میں دلائل وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں۔ لمبی تفصیلات کی ضرورت مسائل میں ہوتی ہے لیکن یہ مباہلہ واقعہ کے متعلق ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اور مکہ مکرمہ کی عزت نہیں کرتے۔ اور ہم کہتے ہیں یہ غلط ہے۔ باقی رہے مباہلہ میں شامل ہونے والے آدمی۔ سو ہم نے کسی چھوٹی موٹی جماعت کو چیلنج نہیں دیا۔ بلکہ

آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت

کو دیا ہے۔ اور اتنی با اثر جماعت پانسو یا ہزار آدمی ایک محلہ سے جمع کر سکتی ہے۔ اہل اپنی جماعت کے دوستوں کی سہولت کے لئے میں یہ کہتا ہوں۔ کہ مباہلہ کے دن کے فیصلہ کا اعلان پندرہ روز پہلے ضرور ہو جانا چاہئیے۔ کیونکہ ہماری جماعت کے دوست دور دور سے اس میں شامل ہونے کی خواہش کریں گے۔ اس لئے جو وقت ان کا آدمی ہمارے آدمی سے گفتگو کرے۔ اور ضروری امور کا تصفیہ ہو جائے۔ اس کے پندرہ روز بعد مباہلہ ہو۔ انکی

مزید سہولت کے لئے

میں اپنے نمائندے بھی مقرر کر دیتا ہوں۔ اور لاہور کی جماعت کے امیر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ۔ چودہری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر اور مولوی غلام احمد صاحب مبلغ کو اپنا نمائندہ مقرر کرتا ہوں۔ احرار کے لیڈر ان سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ اور اس گفتگو کے پندرہ روز بعد یہ مباہلہ ہو جائے۔ اس دن میں انشاء اللہ لاہور پہونچ جاؤں گا۔

اس کے بعد میں

ایک اور جھوٹ کی قلعی

کھولنا چاہتا ہوں۔ جو ہمارے خلاف بولا جا رہا ہے۔ اور وہ مسجد شہید گنج کی ایجی ٹیشن کے متعلق ہے۔ اس میں احمدیوں کو تین صورتوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ایک تو یہ کہا جاتا ہے کہ تمام فساد احمدیوں نے کرایا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے لیڈروں یعنی مولوی ظفر علی صاحب۔ سید حبیب صاحب۔ ملک لعل خانصاحب میاں فیروز الدین صاحب اور دوسرے کارکنوں کو روپیہ دے کر خرید لیا۔ اور یہ واقعہ شروع کرایا۔ سو اول تو یہ بات

عقلاً درست نہیں

ہو سکتی۔ اس لئے کہ اگر ہم مسلمانوں کے راہنماؤں کو خرید بھی لیتے۔ تو بھی جب تک سکھوں کو نہ خریدا جاتا۔ یہ واقعہ شروع نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اگر سکھ مسجد کے گرانے کا فیصلہ نہ کرتے۔ یہ لوگ کیا کر سکتے تھے۔ پس مسلمان راہنماؤں کو خریدنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ

ہم نے سکھوں کو بھی خریدا

اور انہیں کہا کہ وہ مسجد کو گرائیں۔ تاکہ یہ مسلمان لیڈر مسلمانوں میں جوش پیدا کر سکیں۔ پھر یہ بھی کافی نہیں۔ اس سکیم کے پورا کرنے کے لئے یہ بھی ضروری تھا۔ کہ

ہم حکومت کو بھی خرید لیں

کیونکہ اس فساد کے بڑھنے میں حکومت کی بعض غلطیوں کا بھی دخل ہے۔ پس تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ ہم نے حکومت کو بھی آمادہ کیا۔ کہ وہ غلطیاں کرے۔ تا جوش پیدا ہو۔ مگر یہ بھی کافی نہیں۔ ان تینوں طاقتوں کے مل جانے سے بھی احرار کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا تھا۔ اگر سکھ مسجد گراتے حکومت غلطیاں کرتی۔ مسلمان لیڈر شور مچاتے لیکن احرار اسلام کی محبت کا نمونہ دکھاتے تو مسلمانوں میں ان کے خلاف جوش کس طرح پیدا ہو سکتا تھا۔ پس یہ سکیم تب مکمل ہوتی تھی۔ اگر

ہم احرار کو بھی خرید لیتے

اور ان سے کہتے کہ تم اس وقت خاموش رہنا تاکہ مسلمان تم کو دشمنِ اسلام سمجھ کر تمہارے مخالف ہو جائیں۔ غرض اس الزام کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہماری طرف سے

چار سودے

ہوئے۔ تب جا کر یہ مسئلہ حل ہوا۔ سکھ۔ مسلمان۔ گورنمنٹ اور خود احرار سب کو ہم نے خرید لیا۔ لیکن اتنی باتوں کی بجائے یہ بھلے مانس اتنا کیوں نہیں مان لیتے۔ کہ

احمدیوں نے خدا تعالیٰ کے فضل کو خرید لیا

گو وہ ہمارا مالک اور آقا ہے۔ مگر پھر بھی وہ کبھی کُن کو اپنے بندوں کے سپرد بھی کر دیا کرتا ہے۔ یا پھر یوں کہہ لو۔ کہ احمدیوں نے اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ بیچ دیا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اپنی چیز کو کون ٹوٹنے دیا کرتا ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام

کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ جب وہ مچھلی کے پیٹ میں سے نکلے۔ تو بہت ضعیف تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو عذاب کی خبر دی تھی۔ مگر قوم کے لوگوں نے توبہ کی جسے اللہ تعالےٰ نے قبول کر لیا۔ اور عذاب ٹل گیا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ اور خیال کیا۔ کہ جب میں ان لوگوں کے سامنے جاؤں گا۔ تو وہ کہیں گے پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور تو جھوٹا ہے اس لئے وہاں سے چلے گئے۔ یہ ایک لمبا واقعہ ہے۔ جس کے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ بہرحال واقعہ کے آخر میں مفسر بیان کرتے ہیں۔ کہ مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ اس نے ان کو صحیح سلامت اگل دیا۔ جہاں آپ اگلے گئے۔ وہ ایک چٹیل میدان تھا جس میں کوئی سایہ وغیرہ بھی نہ تھا۔ اور آپ اس قدر کمزور تھے۔ کہ آرام حاصل کرنے کے لئے سفر کر کے دوسری جگہ جانے کے ناقابل تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ایسا سامان کیا۔ کہ وہیں ایک بیل پیدا ہو گئی۔ یا پہلے سے موجود تھی۔ اور جلد جلد بڑھ گئی۔ اور آپ نے اس کے سایہ میں بہت آرام پایا۔ لیکن جب آپ کے جسم میں کچھ کچھ طاقت معلوم ہونے لگی۔ تو ایک کیڑے نے اسے کاٹ دیا۔ وہ خشک ہونے لگی۔ اور سایہ جاتا رہا۔ اس پر آپ نے کہا۔ کہ خدایا یہ کیڑا سزا کا مستحق ہے۔ مجھے اس بیل کا کتنا آرام تھا۔ جسے اس نے کاٹ دیا۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے انہیں الہام کیا۔ کہ دیکھو یہ بیل کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے کاٹے جانے پر تم نے اتنا درد محسوس کیا۔ پھر تم کس طرح امید رکھتے ہو۔ کہ ایک لاکھ انسان جو توبہ کر چکے تھے۔ میں انہیں ہلاک کر دیتا۔ اگر تمہیں بیل پر اتنا صدمہ ہوا ہے تو مجھے ان کا درد کیوں نہ ہوتا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس حقیقت کو سمجھ گئے۔ اور اپنے وطن کو واپس چلے گئے۔ پس احراری اتنی

لمبی چوڑی خرید و فروخت

کے سلسلہ کی بجائے یہی کیوں نہیں سمجھ لیتے۔ کہ احمدیوں نے دعا کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہی یہ سب سامان پیدا کر دیئے۔ اس کے بیگناہ بندوں پر ظلم ہو رہا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے سکھوں کے دل میں تحریک کی کہ مسجد کو گراؤ۔ مسلمانوں کے اندر غیرت پیدا کی۔ گورنمنٹ سے غلطیاں کرائیں۔ اور احرار کو گھروں میں بٹھا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خدا نے انکے قدم اکھاڑ دیئے

اور آج چاروں طرف سے ان کو گالیاں مل رہی ہیں۔ ہم پر خواہ مخواہ وہ کیوں الزام لگا رہے ہیں۔

مَیں یہ باتیں سنتا تھا اور خاموش تھا مَیں اس کی ضرورت نہ سمجھتا تھا۔ کہ کوئی جواب دوں۔ اور اس طرح اس شورش میں ایک اور شورش پیدا کر دوں۔ مگر

حکومت کے بعض عمال اور احرار

نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ آخر میں بھی اس کے متعلق کچھ بولوں۔ حکومت کا ایک ذمہ دار افسر ایک ایسے شخص کے پاس جو ان دنوں نظر بند ہے۔ پہنچا۔ اور اسے کہا کہ آپ نے جو اپنی فلاں تقریر میں ہز ایکسی لنسی کو امر سنگھ کہا تھا۔ یہ کیا آپ کو احمدیوں نے سکھایا تھا۔ اس نے اس بات کا ذکر ایک احمدی سے کیا۔ جس نے آج مجھے یہ بات سنائی ہے۔ اسی طرح مجھے شملہ سے ایک خط آیا ہے کہ ہماری جماعت کے ایک معزز رکن ایک ذمہ دار انگریز افسر سے ملنے گئے۔ اس افسر نے کہا کہ آیئے کیسے آئے۔ انہوں نے کہا آپ ہمارے دوست ہیں۔ اس لئے ملنے آگیا اس افسر نے کہا کہ یہ صحیح ہے میں آپ کا دوست تھا۔ مگر معلوم نہیں آئندہ بھی ایسا رہ سکوں یا نہیں۔ کیونکہ پنجاب گورنمنٹ کے افسروں سے گپ شپ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے متعلق

بعض عجیب باتیں

سننے میں آ رہی ہیں۔ اسی طرح انگلستان سے خطوط آئے ہیں۔ ان میں ایسی رپورٹوں کا ذکر ہے۔ جن میں بلا وجہ ہم پر الزام تراشے گئے ہیں۔ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت کے بعض افسر خواہ مخواہ ہم پر

شہید گنج کے ایجی ٹیشن کا الزام

لگا رہے ہیں اور بعض خلاف اخلاق باتوں کو ہماری طرف منسوب کر رہے ہیں۔ پہلے

امر سنگھ والی بات

کو لیتا ہوں میں وہاں موجود نہ تھا نہ مجھے کوئی معتبر روایت پہنچی ہے۔ کہ ایسا ہوا۔ مگر بہر حال کہا جاتا ہے۔ کہ ایک شخص نے ہز ایکسی لنسی کی نسبت امر سنگھ کا لفظ استعمال کیا۔ اگر کسی شخص نے ایسا کیا تو ہمارے نزدیک اس نے سخت غلطی کی۔ اختلاف خواہ کس قدر ہو گالیاں دینا کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتیں۔ بعض دفعہ حقیقت کے اظہار کے لئے عیوب بیان کرنے پڑتے ہیں مگر نام بگاڑنا درست نہیں ہو سکتا ہماری جماعت کی تعلیم واضح ہے۔ ہم گالیوں استہزاء اور تمسخر کو جائز ہی نہیں سمجھتے اس میں شبہ نہیں۔ کہ پنجاب گورنمنٹ کے بعض افسروں سے ہمارا اختلاف ہے۔ انہوں نے

ہم پر بلا وجہ سختی کی

اور جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر ہم نے آج تک ہز ایکسی لنسی کو کبھی اس میں ملوث نہیں کیا۔ لیکن وہ تمام زیادتیاں جو ہم پر کی گئی ہیں۔ اگر ثابت بھی ہو جائے کہ سب ان کی طرف سے ہی ہیں۔ تب بھی ہمارا اصول یہی ہے کہ ہم تحقیر آمیز الفاظ استعمال نہیں کرتے اگر کسی نے یہ فعل کیا ہے تو ہم اسے حد درجہ اخلاق سے گرا ہوا سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی احمدی گورنر کے متعلق اس قسم کا لفظ استعمال کرے اور گورنر کے لئے ہی نہیں۔ کسی کے لئے بھی ایسا لفظ استعمال کرے تو ہم اسے نہایت ہی گرا ہوا فعل کہیں گے۔ مَیں علی الاعلان کہتا ہوں کہ اس لفظ کے استعمال کی یا اور کسی سخت لفظ کے استعمال کی تحریک ہماری طرف سے نہیں کی گئی اور نہ ہمیں اس کا قبل از وقت علم تھا اور نہ بعد میں ہمیں یقینی علم ہوا جو کچھ اس بارہ میں معلوم ہے صرف افواہ ہے۔ پس اگر کوئی کہتا ہے کہ ہم میں سے کسی نے کسی کو ایسی بات سکھائی ہے تو وہ آئے اور خدا تعالیٰ کی قسم کھائے کہ اسے یا اور کسی کو احمدیوں نے ایسا سکھایا تھا۔ اور یہ کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو تو خدا تعالیٰ کا عذاب اس پر اور اس کے بیوی بچوں پر نازل ہو۔

ہمارا طریق بادشاہ اور ان کے نمائندوں کے متعلق

ادب اور احترام کا رہا ہے اور انشاء اللہ رہے گا کیونکہ نہیں۔ ہمارے مذہب کا حکم ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف بھیجا۔ تو ہدایت فرمائی کہ قولا له قولاً لينًا۔ وہ ہمارا اپنا بنایا ہوا بادشاہ ہے۔ اس لئے اس سے نرم باتیں کرنا۔ پس اس تعلیم کے ہوتے ہوئے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ان کے لئے جنہیں ملک معظم نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہوا ہے خواہ ہمیں ان سے اختلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اخلاق اور ادب سے گرا ہوا کوئی لفظ استعمال کریں معلوم ہوتا ہے کسی افسر نے

اپنی جو دہرائٹ جتانے کے لئے

اور ہز ایکسی لنسی کو یہ کہنے کے لئے کہ حضور ایسی بات کہی گئی تھی۔ مگر ہم نے اس کا ازالہ کرا دیا ہے۔ ہم پر یہ الزام لگا دیا ہے۔ مجھے تو بڑوں کا ادب کرنے کی اس قدر تلقین کی گئی تھی۔ کہ میں اس کے خلاف چل ہی نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچیرے بھائی جس قدر مخالفت سلسلہ کی کرتے تھے وہ ظاہر ہے۔ انہوں نے دیوار بنا کر مسجد کا رستہ روک دیا۔ سقوں کو پانی بھرنے اور حجاموں کو حجامت بنانے سے منع کر دیا۔ کمہاروں کو منع کر دیا۔ کہ ان کے لئے برتن نہ بناؤ۔ اور بھی طرح طرح کے ظلم کرتے رہتے تھے۔ لیکن باوجود اس کے بچپن میں میں نے ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کے متعلق کوئی بات کرتے ہوئے صرف نظام الدین کہہ دیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا وہ تمہارے چچا ہیں۔ تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس طرح ان کا نام لو۔ پس جن لوگوں کو بچپن سے یہ تعلیم دی جا رہی ہو۔ وہ ہز ایکسی لنسی کے متعلق ایسے الفاظ استعمال ہی کیسے کر دا سکتے ہیں بچپن سے میں تقریریں کرتا ہوں اور کتابیں لکھتا رہا ہوں۔ تقریریں بھی چھپی ہوئی ہیں۔ اشتہار اور ٹریکٹ وغیرہ بھی میری طرف سے چھپتے رہتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ مَیں نے

شدید سے شدید مخالف کا نام

بھی اس رنگ میں لیا ہے۔ جس میں بے ادبی پائی جاتی ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے کتنے مخالف ہیں۔ مگر کوئی نکال کر تو دکھائے کہ میں نے کبھی انہیں صرف ثناء اللہ ہی کہا ہو۔ مولوی ظفر علی صاحب کا اخبار ہمیشہ میرا نام بگاڑ کر لکھتا ہے۔ مگر کوئی دکھائے کہ میں نے بھی اس رنگ میں ان کا نام لیا ہو ابھی میں نے احراری مولویوں کے نام لئے ہیں مگر سب کے پہلے القاب اور بعد میں صاحب کا لفظ استعمال کیا ہے۔ پس اس قسم کی کمینہ بات ہماری طرف منسوب کرنا بتاتا ہے۔ کہ بعض افسروں نے دلوں میں ہمارے متعلق

انتہا درجہ کا بغض

ہے۔ اس سے پہلے ایک اور وجہ شبہ کی بھی پیدا ہوئی تھی۔ ایک ذمہ دار افسر نے جن کا نام مَیں نہیں لیتا۔ لیکن وہ جب یہ خطبہ پڑھینگے تو سمجھ جائینگے۔ اور ان پر میں خفا بھی نہیں۔ کیونکہ ہر شخص کو اپنے عہدے کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے۔ ایک معزز احمدی سے کہا کہ اگر تم لوگ شہید گنج کے مسئلہ میں کوئی دلچسپی رکھتے ہو۔ تو میں ایسے آدمی تمہیں بتا سکتا ہوں۔ جو تمہارے حسب منشا کام کر سکتے ہیں۔ گویا وہ اس طرح معلوم کرنا چاہتے تھے۔ کہ جماعت احمدیہ کا اس معاملہ میں کہاں تک دخل ہے۔ اور آیا ایجی ٹیشن کرنے والوں سے احمدیوں کا تعلق ہے یا نہیں۔ وہ افسر صاحب ہمیشہ ہمارے ساتھ

دوستی کا اظہار

کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کرتے ہیں اور ہم بھی انہیں دوست ہی سمجھتے ہیں مگر واقعات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آخر ہم ان واقعات کو دیکھتے ہوئے ان دوستوں کو کیسا دوست سمجھیں۔ وہ بے شک کہتے ہیں۔ ہم تو تمہارے دوست ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں دوستی کی کوئی علامت بھی تو ہونی چاہیئے۔ ڈیڑھ سال سے ہمارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے۔ کیا یہ

دوستی کی علامت

ہے اس دوستی کے متعلق تو ہم وہی کہہ سکتے ہیں۔ جو فارسی کی ایک مثل میں کہا گیا ہے۔ یعنی

مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں

یعنی اے دوست تمہاری نیکیوں اور بھلائیوں سے میں باز آیا۔ مہربانی کیجئے اور اتنا دکھ تو نہ دیجئے یہ بھی ممکن ہے کہ نیچے چھوٹے افسر شرارت کر کے جھوٹ بول رہے ہوں۔ مگر دوست سے تو ہمیں یہ امید رکھنی چاہیئے۔ کہ اگر خدا نے اسے بڑا درجہ دیا ہے تو وہ معاملہ کی تحقیق کر کے اصل معاملہ معلوم کرے پس دوستی کی کوئی علامت ہونی چاہیئے۔ یہ بھی کوئی دوستی ہے کہ جونہی کوئی جھوٹی بات کسی کان میں پڑے جھٹ اسے ارباب حل و عقد کے سامنے پیش کر دیا جائے

خیر اب جب میں واقعات پر روشنی ڈالنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ میں اس کے متعلق بعض باتیں بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے۔ کہ

اس قضیہ کے متعلق ہماری رائے

کیا ہے۔ جسے میں نے اتنک اس لئے ظاہر نہیں کیا۔ کہ مصیبت کے وقت گورنمنٹ کو اور مشکلات میں کیوں ڈالوں۔ مگر اب وقت زیادہ گذر چکا اور بات پرانی ہو چکی ہے۔ اس لئے اس کے اظہار میں کوئی حرج نہیں۔ نیز بعض افسروں کے رویہ نے بھی اس کے اظہار پر مجبور کر دیا ہے۔ شروع دن سے میری یہی رائے ہے۔ کہ حکومت نے اس بارہ میں

بہت سی غلطیاں

کی ہیں۔ اگر تو یہ مسجد پہلے سے ہی گر چکی ہوتی۔ تو اور بات تھی۔ سکھوں کے زمانہ میں ہی اگر یہ گرائی جا چکی ہوتی۔ اور اس پر کوئی اور عمارت تعمیر ہو چکی ہوتی۔ تو ایسے حالات میں شریعت نے یہی حکم دیا ہے۔ کہ سوئے ہوئے فتنہ کو بیدار نہ کرو۔ مگر یہ مسجد قائم تھی۔ اور ایسی صورت میں قائم تھی۔ کہ سکھ اپنے عہد حکومت میں بھی اسے نہ گرا سکے تھے۔ یہ سب باتیں اخبارات میں بالوضاحت آچکی ہیں۔ اور میں ان تفاصیل میں پڑنا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ میرا یہ پختہ خیال ہے۔ کہ یہ مسجد تھی۔ اور ایسی مسجد جسے سکھ اپنی حکومت کے زمانہ میں بھی نہ گرا سکے تھے۔ اور اس کی وجہ خواہ یہی ہو۔ کہ سکھ اس بات کو اپنے لئے زیادہ قابل فخر سمجھتے ہوں کہ مسجد اپنی اصلی صورت میں ان کے قبضہ میں رہے۔ یا کوئی اور ہو۔ بہرحال یہ حقیقت ہے۔ کہ

مسجد اپنی اصلی شکل میں

قائم تھی۔ اور گرائی نہیں گئی۔ اور اب اس کے گرائے جانے پر حکومت کا یہ توقع رکھنا کہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا نہ ہو۔ ایک ایسی توقع ہے۔ جس کی مثال بہت کم مل سکتی ہے اور ایسی ہی بات ہے جیسے حافظ مرحوم نے کہا ہے۔ کہ

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

یہ ایسی ہی امید تھی۔ جیسے کسی کو دریا میں قید کر کے یہ امید رکھی جائے۔ کہ اس کا دامن تر نہ ہو۔ وہ مسجد جو مسجد ہی کی صورت میں سینکڑوں سال سے قائم تھی۔ اور ایسے شہر میں تھی۔ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ایسے صوبہ میں تھی۔ جہاں کی اکثر آبادی مسلمان ہے۔ ایسے محلہ میں تھی جہاں مسلمانوں کی آمد و رفت بکثرت تھی۔ اسے مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے گرانا اور پھر امید رکھنا کہ ان کے دل میں درد پیدا نہ ہو

فطرتِ انسانی کے خلاف توقع

ہے۔ فرض کرو۔ سارے صوبہ میں ایک ہی مسلمان ہوتا۔ تو اسے بلا کر کہا جا سکتا تھا۔ کہ تمہیں دکھ تو ضرور ہوگا۔ مگر صبر کرو لیکن جب مسلمان پنجاب میں کروڑ سے زیادہ ہیں۔ ان میں تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ اور غیر تعلیم یافتہ بھی۔ بے غیرت بھی ہیں۔ اور غیرت مند بھی۔ ٹھنڈی طبیعت والے بھی ہیں۔ اور جوش والے بھی صدمہ کو برداشت کر لینے والے بھی ہیں۔ اور اس امر کی طاقت نہ رکھنے والے بھی۔ تو پھر ان کی آنکھوں کے سامنے ایک اشتعال انگیز فعل کئے جانے کی اجازت دے کر ایک ایسی جگہ میں جس پر ان کی نظریں ہر وقت پڑ سکتی تھیں۔ اور جس کی خبریں انہیں ہر وقت ملتی تھیں۔ پھر یہ امید رکھنا۔ کہ مسلمان صبر سے کام لیں بتاتا ہے۔ کہ حکومت کے موجودہ افسروں نے فطرتِ انسانی کا پوری طرح مطالعہ نہیں کیا۔ وہ قانون کو فطرت پر حاکم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ فطرت قانون پر حاکم ہے۔

حکومت کی سب سے بڑی دلیل

یہ ہے۔ کہ وہ امن کا قیام چاہتی تھی۔ اور میں اسے صحیح تسلیم کرتا ہوں۔ مگر سوال یہ ہے کہ امن انسانی فطرت کے ساتھ کھیلنے سے قائم ہوتا ہے۔ یا اس کا احترام کرنے سے ہم سمجھتے ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی۔ جو امن کا قیام چاہتے تھے۔ وہ تو ان میں مسلمان ہی ہیں۔ ان کے متعلق یہ کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ چاہتے ہوں۔ کہ آؤ اپنی قوم کے جذبات سے کھیلیں۔ اسی طرح انگریز افسروں کو کوئی جنون تو نہیں تھا۔ کہ وہ خواہ مخواہ فساد کرا کر شغل دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے میں ان لوگوں سے متفق نہیں ہوں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کارروائی جان بوجھ کر فساد ڈلوانے کے لئے کی گئی ہے۔ مگر میں اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ کہ یہ غلطی تھی۔ اور

بہت بڑی غلطی

کئی غلطیاں بعض اوقات خطرناک نتائج پیدا کرتی ہیں۔ اور یہ غلطی بھی ایسی ہی تھی۔ مسلمانوں کے جذبات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا گیا۔ اور خیال کر لیا گیا۔ کہ سکھ اپنی ایک مقبوضہ عمارت گرا رہے ہیں۔ اس میں حکومت خواہ مخواہ کیوں دخل دے۔ مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ صبر سے کام لیں۔ اس سے آگے ذمہ وار افسروں کا دماغ نہیں گیا۔ پھر اس بارہ میں بھی سخت غلطی کی گئی ہے۔ کہ اسے سکھوں کی جائیداد سمجھ لیا گیا اگر تو اس مسجد کو سکھوں کے زمانہ میں ہی گرا کر گوردوارہ یا سرائے یا کسی اور عمارت میں تبدیل کر دیا جاتا۔ تو یہ کسی کی جائداد ہو سکتی تھی۔ ورنہ

مسجد کسی کی جائداد نہیں ہو سکتی

اس جگہ میں یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ مساجد کے بارہ میں عام مسلمانوں سے ہمارے بعض عقائد مختلف بھی ہیں۔ اور اس اختلاف کے اظہار سے میں آج بھی نہیں ڈرتا۔ میرا عقیدہ ہے۔ کہ غیر آباد مسجد کو دوسری جگہ تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً پہلے ایک محلہ مسلمانوں کا تھا۔ اور وہاں مسجد تھی۔ مگر رفتہ رفتہ ہندوؤں نے اس محلہ کے تمام مکانات خرید لئے۔ اور اب وہاں مسلمان نہیں رہتے مسجد غیر آباد پڑی ہے۔ اور اس میں جانور اور پرندے وغیرہ نجاست کرتے رہتے ہیں۔ تو اسے بیچ کر اس سے دوسری مسجد بنا لینا جائز ہے۔ دوسرے میرا عقیدہ ہے۔ کہ حکومت وقت کسی رفاہِ عام کی ضرورت کے ماتحت مسجد کے کسی حصہ کا بدلہ دے کر اسے آگے پیچھے کر سکتی ہے۔ مگر ایسی ضرورت رفاہ عام کی ہی ہونی چاہئے۔ مثلاً کوئی اہم سڑک ہے۔ جس پر پبلک کی صحت کا انحصار ہے۔ حکومت مکانات خرید کر اس میں شامل کرتی آرہی ہے اور آگے مسجد آجاتی ہے۔ تو حکومت مسجد کے پیچھے والا مکان اس میں شامل کر کے مسجد کو پیچھے کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ ایسی مسجد

شعائر اللہ میں سے

نہ ہو۔ جیسے مثلاً ہماری مساجد ہیں۔ یا وہ مساجد جن میں حضرت نظام الدین اولیاء حضرت معین الدین چشتی۔ حضرت داتا گنج بخش اور دوسرے بزرگ عبادتیں کرتے رہے ہیں ایسی مساجد ان بزرگوں کی وجہ سے

خاص برکت

رکھتی ہیں۔ گو اہلحدیث ایک حدیث کی بناء پر کہ خانہ کعبہ مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے سوا کسی مسجد کی طرف سفر کر کے جانا درست نہیں۔ خیال کرتے ہیں۔ کہ ان تین مساجد کے سوا شعائر اللہ والی مسجد کوئی نہیں۔ مگر دوسرے مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں۔ اور ہم لوگ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں سمجھتے۔ اور ہمارے نزدیک گو خانہ کعبہ اور مسجد نبوی جیسی بابرکت اور کوئی مسجد نہیں ہو سکتی۔ لیکن ان کے تابع علی قدر مراتب دوسرے بزرگوں نے جن مساجد میں عبادت کی ہو۔ ان کی

دعاؤں کی وجہ سے

ہمارے نزدیک ان مساجد میں بھی برکات ہوتی ہیں۔ اور وہ بھی محفوظ رکھے جانے کے قابل ہیں۔ اس لئے ایسی مساجد کو چھوڑ کر عام مساجد کے متعلق میرا عقیدہ ہے۔ کہ ان میں اس قسم کی تبدیلی جائز ہے جس کی میں صراحت کر چکا ہوں؛

تیسرے میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جس عبادتگاہ کو گرا کر اسے دوسری شکل دیدینے پر ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہو۔ اس کے متعلق کسی قسم کی شورش کرنا درست نہیں۔ کیونکہ **الفتنۃ اشد من القتل** کے ارشاد کے مطابق فتنہ پیدا کرنا قتل سے بھی سخت ہے۔ اس وقت کے لوگ اگر شور کرتے۔ جن کے زمانہ میں گرائی گئی۔ تو وہ حق بجانب ہوتے۔ مگر ایک لمبے عرصہ کے بعد اس کے متعلق شورش کرنا

فتنہ پیدا کرنے کے مترادف

ہے۔ بشرطیکہ ایسی مسجد شعائر اللہ میں سے نہ ہو۔ شعائر اللہ سے تعلق رکھنے والی مسجد کے متعلق تو ہر زمانہ میں پروٹسٹ کیا جا سکتا ہے۔ اور کیا جانا چاہئے۔ لیکن عام عبادتگاہوں کے متعلق سالہا سال بعد یہ سوال اٹھانا کہ اسے گرا کر دوبارہ اصلی صورت میں تبدیل کیا جائے۔ خواہ مخواہ کا فتنہ پیدا کرنا ہے۔ اور یہ جائز نہیں ایسے امور کے متعلق میں یہی کہوں گا۔ کہ جو چیز جس شکل میں ہے۔ اسی میں رہنے دی جائے۔ مسلمانوں نے اگر

اپنے زمانہ میں

کوئی زیادتی کی۔ تو سکھوں نے اپنے زمانہ میں کرلی۔

عوض معاوضہ گلہ ندارد۔ لیکن یہاں ان تینوں میں سے کوئی بھی صورت نہ تھی۔ وُہ مسجد قائم تھی۔ اور اب گرائی گئی۔ اس پر مسلمان جب تک پروٹسٹ کرتے رہیں گے اس کا دوبارہ بنانا جائز ہوگا۔ لیکن اگر ان کے جوش ٹھنڈے ہو گئے۔ اور انہوں نے خیال کر لیا۔ کہ جو ہونا تھا۔ وُہ ہو گیا۔ اس کے بعد پھر اس سوال کو اٹھانا جائز نہ ہوگا۔

چوتھا فرق یہ ہے۔ کہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ

مسجد کے ملحقات

اس میں شامل نہیں ہوتے۔ مثلاً غسل خانے وضو کی جگہیں۔ یا بعض لوگ مساجد کے ساتھ لائبریریاں بنا دیتے ہیں۔ یہ مسجد کا حصہ نہیں۔ اور انہیں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اگر تو ایسی چیزیں وقف ہیں، تو تبدیل کرنے والے کو چاہیئے۔ کہ ان کا بدلہ دے اور اگر کسی کی اپنی جائداد ہے۔ تو وہ لے سکتا ہے۔ کیونکہ مساجد تو کسی کی جائداد نہیں ہو سکتیں۔ مگر ملحقات ہو سکتے ہیں۔ پس مساجد کے بارہ میں عام مسلمانوں سے میرے عقائد میں یہ اختلاف ہے اور اسی لئے جب

کان پور کی مسجد کا واقعہ

ہوُا۔ تو مَیں نے حکومت کی تائید کی۔ اور اس پر مخالفوں کی طرف سے بہُت گالیاں کھائیں۔ لاہوری فریق نے بھی مجھے اس زمانہ میں بہت سی گالیاں دیں۔ اس وجہ سے کہ میں نے کہا تھا۔ کہ غسل خانہ مسجد کا حصہ نہیں۔ اور آج بھی میرا یہی عقیدہ ہے۔ آج بھی اگر کان پور کی مسجد جیسا کوئی واقعہ ہوتا۔ تو میں حکومت کا ساتھ دیتا لیکن یہاں بالکل مختلف معاملہ ہے۔ یہاں مسجد گرائی گئی ہے۔ ایسی جگہ گرائی گئی ہے۔ جہاں خواہ مخواہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو۔ اور ایسی صورت میں گرائی گئی ہے۔ کہ اس کا علاج ممکن تھا۔ پس میری یہی رائے ہے۔ کہ اس معاملہ میں

حکومت نے سخت غلطی کی ہے

اور یہ بھی میں نے اس وجہ سے کہا ہے کہ حکومت نے بلا وجہ حملہ کر کے اور جھوٹے اتہام لگا کر مجھے مجبور کر دیا ہے۔ حکومت سے میری مراد وُہی چند ایک افسر ہیں جو بلا وجہ ہمیں دق کر رہے ہیں۔ ورنہ حکومت میں اب بھی ایسے افراد ہیں۔ جو ان باتوں کو بُرا مناتے ہیں۔

دُوسرا سوال یہ ہے۔ کہ اس میں

ہم نے کتنا حصہ لیا

اس کے متعلق ایک بات تو یہ ہے۔ کہ گولی چلنے سے پہلے ہم نے ہرگز کوئی حصہ نہیں لیا۔ یہ جھوٹ ہے۔ کہ ہم نے اس بات کو اٹھایا۔ اور روپیہ دے کر جوش پھیلایا۔ جَیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ ایسا خیال کرنا بھی حماقت ہے۔ کیونکہ صرف مسلمان لیڈروں کو خرید کر یہ شورش پیدا کرانا ہی ناممکن ہے۔ کجا یہ کہ مسلمان، سکھ، احرار۔ اور حکومت کو خریدا جائے۔ پس یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے۔ لیکن اگر کوئی کہتا ہے کہ ہم نے ایسا کیا۔ تو وُہ آئے اور قسم کھا جائے۔ ہاں جب مسجد گرائی گئی۔ اور گولی چلی۔ تو چونکہ ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ مسجد نہیں گرائی جانی چاہیئے تھی۔ اور حکومت کا فرض تھا۔ کہ اس کی حفاظت کرتی۔ اور یہ صرف مسجد کے لئے ہی نہیں۔ اگر کہیں کوئی گوردوارہ گرایا جاتا۔ تو بھی ہم سکھوں کا اسی طرح ساتھ دیتے۔ جس طرح آج مسلمانوں کا دے رہے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے عبادت گاہوں کی حفاظت مسلمانوں کا خاص فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر انبیاء نہ آتے۔ تو لوگ تعصب کی وجہ سے آپس میں ایک دُوسرے کی عبادت گاہیں گرا دیتے۔

پس اگر

کوئی مندر یا گوردوارہ یا گرجا

بھی گرایا جاتا۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ مسلمانوں پر فرض ہوتا۔ کہ ان کے بچانے کی کوشش کرتے۔ اور گرانے والوں کی مذمت کرتے پس ہم نے ہمدردی اس وقت شروع کی جب دیکھا۔ کہ مسلمانوں کے جذبات پر ظلم ہوُا ہے۔ اور اس پر بھی اگر حکومت بُرا مناتی ہے۔ تو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ جب ایک مسجد گرائی جائے۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے دل زخمی نہ ہوں پس ہمارے قلوب مجروح ہوئے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہمارے اخبارات نے اس کے متعلق لکھا ہے۔ اور یہ احرار کی مخالفت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ مسجد سے ہمدردی کی وجہ سے لکھا ہے۔

دوسری بات اس کے متعلق میں یہ کہنی چاہتا ہُوں۔ کہ سول نافرمانی کے ہم ہمیشہ سے مخالف رہے ہیں۔ اگر سول نافرمانی کی جاتی۔ تو ہم ضرور اس کی مخالفت کرتے اور اب بھی اگر کی گئی۔ تو جن پر ہمارا اثر پڑ سکے۔ ہم انہیں یہی سمجھائیں گے کہ ایسا نہ کرو۔ اس کے باوجود اگر کوئی یہ کہتا ہے۔ کہ یہ سب کام ہم کرا رہے ہیں۔ تو یہ اس کا جھوٹ اور افترا ہے ہم کسی ایسی تحریک میں نہ کبھی شامل ہوئے ہیں۔ نہ ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہوں گے اور جو شخص ایسی تحریکات کو ہماری طرف منسُوب کرتا ہے۔ وُہ ہماری مذہبی ہتک کرتا ہے۔ اور میں اس کے متعلق سوائے لعنۃ اللہ علے الکاذبین کے اور کیا کہہ سکتا ہُوں۔

اگر مسلمانوں میں ... [illegible]

سول نافرمانی کی تحریک

ہُوئی۔ تو گو احرار نے عام مسلمانوں پر سے ہمارے اثر کو زائل کرنے کی پُوری پوری کوشش کی ہے۔ مگر پھر بھی نجابت سے پیار سے۔ منت سے مسلمانوں کو اس سے باز رکھنے کی ہم پوری کوشش کریں گے۔

کانگرسی تحریکات

کے زمانہ میں تو مسلمان ہماری ایسی باتوں کو قبول کر لیتے تھے۔ لیکن اگر اب نہ کریں تو اس کی ذمہ واری حکومت پر ہو گی جس کی شہ سے۔ احرار نے لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکا دیا ہے۔

تیسری بات اس کے متعلق یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہم احرار کو سخت غلطی پر سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں نے مسلمانوں سے دھوکا کیا۔ پس علاوہ اس غصہ کے کہ انہوں نے بلاوجہ ہماری مخالفت کی ہے اس تازہ واقعہ کی بنا پر بھی ہمیں ان پر غصہ ہے۔ پس اگر کوئی شخص

احرار کی اس دھوکا بازی کے خلاف لٹریچر

شائع کرتا ہے۔ اور ہم اس کی اشاعت میں مدد دیتے ہیں، یا خریدتے ہیں۔ تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور ہمارے بعض آدمیوں نے ایسا لٹریچر خرید کر شائع کیا ہے۔ یا اس کے شائع ہونے میں مدد دی ہے۔ اور میں اسے بُرا نہیں سمجھتا۔ بلکہ میں اسے ایک

قومی خدمت

سمجھتا ہوں۔ اور اگر کوئی آئندہ بھی ایسا کرے۔ تو میں اسے درست سمجھُونگا۔ وُہ حکومت جو احرار کے گندے لٹریچر کو جو ہمارے خلاف چھپتا رہا ہے۔ روک نہ سکی۔ اب اسے احرار کے خلاف لٹریچر شائع ہونا کیوں بُرا لگتا ہے مگر اس سے زیادہ ہماری جماعت کے افراد نے کچھ نہیں کیا۔ اور یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کہ ہم نے لوگوں کو خریدا ہُوا ہے۔ اس الزام پر بھی میں لعنۃ اللہ علے الکاذبین کہتا ہوں۔

چوتھے میں سمجھتا ہوں۔ کہ

بغیر شورش اور فساد کے

مسلمان مسجد کو واپس لے سکتے ہیں۔ اور مجھے اس کا یقین ہے۔ میں اس کے متعلق خاموش اس وجہ سے تھا۔ کہ اگر میں بولا۔ تو احرار کہدیں گے۔ کہ دیکھا سب کچھ یہی کرا رہے ہیں۔ اس پر لوگ بھڑک اٹھیں گے اور اس تحریک کو نقصان پہونچے گا۔ لیکن آج بھی اگر کام کرنے والے یہ اعلان کر دیں۔ کہ احمدیوں کا ساتھ ملنا ہمارے کام کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو ہم ان کی ہر جائز مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ صرف یہ ہوگا۔ کہ قانون شکنی کی تحریک میں شامل نہیں ہونگے۔ باقی

ہم ہر قسم کی مدد کرینگے۔

خواہ وہ روپیہ کی ہو۔ یا قانونی یا کسی اور رنگ کی اور مجھے کامل امید ہے۔ کہ قانون کے اندر رہتے ہُوئے اسے واپس لیا جا سکتا ہے۔ اور احمدیہ جماعت اس کوشش میں ہر قسم کی مدد کرنے کو تیار ہے۔ بشرطیکہ کام کرنے والوں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہو مسجد کے گرائے جانے پر ہمارے دلوں میں اس سے بہت زیادہ درد ہے جس کا میں نے اظہار کیا ہے اور حقیقت یہ ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ ہم نے اس شورش کو پیدا کیا ہو۔ ہمارے دلوں میں دکھ ہے۔ کہ احرار کی شورش کے خیال سے ہم اس قدر اس نیک کام میں حصہ نہیں لے سکے جس قدر حصہ ہم لے سکتے تھے۔

ہم یہ ڈرتے رہے ہیں۔ کہ اگر ہم حصہ لیں گے تو احرار جھٹ شور مچا دیں گے۔ کہ اس کام کو احمدی کروا رہے ہیں۔ اور اس تحریک کو نقصان پہونچ جائے گا۔ اور کئی لوگوں کو مسجد تو بھول جائے گی۔ اور ہمارا بغض یاد آ جائے گا۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں۔ کہ آج بھی اگر کام کرنے والے یہ اعلان کر دیں تو ہم

ہر جائز مدد اور ممکن قربانی

اس راہ میں کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مجھے معلوم ہے۔ بعض جگہ احمدیوں نے کچھ کام کیا ہے۔ اور بعض نے مجھے اس بارہ میں اطلاع بھی دی ہے۔ مثلاً کسی نے اشتہار شائع کیا۔ اور مدد طلب کی تو ڈیڈی یا اشتہار بھجوا دیئے تو احمدیوں نے بھی انہیں چسپاں کروا دیا۔ جس طرح اور لوگوں نے چسپاں کروا دیا یا لوگوں میں تقسیم کروا دیا۔ چنانچہ قادیان میں ہی بعض احمدی آئے۔ اور آتے ہوئے ساتھ اشتہار لیتے آئے۔ جو یہاں چسپاں کر دیئے گئے۔ اس قسم کی امداد کئی احمدیوں نے کی ہے۔ مگر یہ کوئی جرم نہیں کہ قانون کی حد کے اندر جو اشتہار [illegible] ہوں۔ ان کی اشاعت کی جائے۔ حکومت کا ان کو ضبط نہ کرنا بتاتا ہے۔ کہ وہ انہیں خلاف قانون نہیں سمجھتی۔ پس ایسے امور میں اگر احمدیوں نے انفرادی طور پر یا بحیثیت جماعت مدد کی ہو۔ تو یہ کوئی حرج کی بات نہیں۔ اور اسے میں نہ صرف جائز سمجھتا ہوں۔ بلکہ پسند کرتا ہوں۔ لیکن یہ صریح جھوٹ ہے۔ کہ یہ تحریک احمدیوں نے چلائی یا ناجائز افعال احمدیوں نے کرائے۔ یا ان کو پسند کیا۔

گورنمنٹ کی غلطیوں کے سلسلہ میں میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس نے

امن پسند لیڈروں کو مشکلات میں ڈال دیا

اور وقت پر بلا کر یہ نہ کہہ دیا۔ کہ سکھ نہیں مانتے۔ اب تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ اس کا فرض تھا۔ کہ وہ سکھوں سے کہہ دیتی۔ کہ اگر تم نہیں مانتے۔ تو جاؤ جو چاہو کرو۔ اور اسی طرح مسلمانوں سے بھی کہہ دیتی۔ کہ جو چاہو کرو۔ مگر جو قانون کو توڑے گا اسے ہم پکڑیں گے۔ یہ صریح ناانصافی ہے۔ کہ سکھوں کے جتھے آتے ہیں تو ان کو آنے دیا جاتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے جتھے روک دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ تھوڑا عرصہ ہوا حکومت پنجاب ہمارے متعلق ایک ایسا فیصلہ کر چکی ہے۔ جس کے مطابق اسے مسلمانوں کو روکنے کا کوئی حق نہ تھا۔ بلکہ چاہیئے تھا۔ کہ سکھوں کو روکتی۔

راولپنڈی کے ڈپٹی کمشنر

نے وہاں کی جماعت احمدیہ کے سکرٹری کو نوٹس دیا۔ کہ غیر مبایعین نے تمہیں جو چیلنج دیا ہے اسے اگر تم نے منظور کیا۔ تو تمہارے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اس پر ہماری طرف سے کہا گیا۔ کہ نوٹس تو چیلنج دینے والے کو دیا جانا چاہیئے تھا۔ نہ کہ ہمیں۔ اس پر پنجاب گورنمنٹ کے ایک ذمہ وار افسر نے ہمارے ایک ذمہ دار نمائندے سے کہا کہ یہ اعتراض غلط ہے۔ فساد چیلنج قبول کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ نہ کہ دینے سے۔ اگر حکومت کا یہ اصل صحیح ہے تو مسلمان جتھے بنا کر جا رہے تھے۔ اگر سکھ الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے۔ کہ مسجد لے لو تو فساد کس طرح ہو سکتا تھا۔ فساد کی تو یہی صورت ہو سکتی تھی۔ کہ سکھ کہتے ہم نہیں دیتے اور اس اصل کے ماتحت کہ جو چیلنج قبول کرے۔ وہ فساد کراتا ہے۔ فساد کرنے والے سکھ تھے۔ اس لئے کہ مسلمان تو چیلنج دے رہے تھے۔ اور اس قاعدہ کے ماتحت حکومت کو چاہیئے تھا۔ کہ سکھوں کو گرفتار کرتی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس میں سکھوں کا بھی اتنا قصور نہیں۔ اور ان پر اتنی ذمہ واری نہیں جتنی حکومت اور مسلمان لیڈروں پر ہے۔ مسلمان لیڈروں سے مراد "تحفظ مساجد" والے نہیں۔ بلکہ وہ لوگ ہیں جو پیچھے پیچھے جا کر افسروں سے کہتے تھے۔ کہ ان لوگوں کی کیا حقیقت ہے۔ اصل ہم ہیں۔ ہم بڑے لوگ ہیں۔ اور ہم ذمہ وار ہیں۔ کہ کوئی فساد پیدا نہیں ہوگا۔ ایسے لوگ

کونسل کے بعض ممبر اور جماعت احرار کے بعض لیڈر

تھے انہی لوگوں نے جا جا کر حکومت کو یقین دلایا کہ فساد کا کوئی خطرہ نہیں۔ ہم ذمہ وار ہیں۔ اب میں اس سوال کو لیتا ہوں۔ کہ ہم نے اس تحریک پر

گیارہ لاکھ روپیہ

صرف کیا۔ اس میں قابل غور امر یہ ہے۔ کہ یہ روپیہ آیا کہاں سے۔ یہ اعتراض سنکر مجھے ایک میراثی کا قصہ یاد آتا ہے۔ کہتے ہیں۔ ایک رات ایک میراثی کے ہاں چور داخل ہوا۔ چونکہ گھر میں کچھ نہ ملا۔ وہ باؤلے کتے کی طرح اِدھر اُدھر پھر تا رہا۔ میراثی بھی جاگ رہا تھا۔ مگر چادر کے اندر مونہہ لپیٹے پڑا تھا۔ پھرتے پھرتے چور کی نظر ایک سفید چیز پر پڑی۔ جو اصل میں چاند کی روشنی تھی۔ جو چھت کے ایک سوراخ سے چھنکر آ رہی تھی۔ چور گھبراہٹ میں اسے آٹا سمجھا۔ اور اس نے اپنی چادر بچھا کر چاہا کہ اس میں آٹا ڈال لے۔ مگر جب ہاتھ مارا تو دونوں ہاتھوں کے نوں آپس میں مل گئے۔ میراثی یہ نظارہ دیکھ کر ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا۔ جہان ہمیں تو یہاں سے کبھی دن کو کچھ نہیں ملا۔ تم اندھیرے میں یہاں کیا تلاش کر رہے ہو۔ تو ہم پر تو ایک لاکھ چالیس ہزار قرض ہے۔ دو دو ماہ کی تنخواہیں لوگوں کو نہیں ملیں۔ پھر یہ گیارہ لاکھ روپیہ کہاں سے آ گیا۔ بے شک

تحریک جدید کا کام

جاری ہے۔ اور اس میں روپیہ آتا ہے۔ مگر اس کا خرچ اس وقت تک اکتیس ہزار کا ہے۔ اس میں سے بھی تین ہزار سے زائد پیشگیوں کا ہے۔ اس باقی روپیہ میں دفتر کا خرچ جو تین چار سو ماہوار کا ہے شامل ہے۔ اسی روپیہ سے پانچ مشنری دوسرے ممالک کو بھیجے جا چکے ہیں۔ گیارہ ہندوستان میں تیار کئے جا رہے ہیں۔ تین تحصیلوں میں وسیع پیمانہ پر تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور دس بارہ مبلغ ان میں کام کر رہے ہیں۔ کئی اضلاع کی سروے ہو رہی ہے۔ اور پندرہ سولہ آدمی اس کام پر لگے ہوئے ہیں۔ ایک اردو اور انگریزی اخبار چلایا جا رہا ہے۔ ایک سندھی اخبار کی مدد کی جاتی ہے۔ اشتہارات اور مفت لٹریچر تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ سب کام اس اٹھائیس انتیس ہزار میں ہوا ہے۔ پھر اس میں سے کس قدر رقم بچا کر شہید گنج کے فساد کے پیدا کرنے کے لئے نکالی گئی ہے۔ گیارہ لاکھ نہیں۔ کوئی شخص ہمیں سمجھائے۔ کہ کیا اس قدر کام کے بعد گیارہ ہزار بھی بچا کر اس کام پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ احرار نے دو مبلغ قادیان میں رکھ کر پچاس ہزار سے زائد کے چندہ کا حساب بے باق کر دیا ہے۔ اور ہمارے متعلق وہ یہ خیال کرتی ہے۔ اور بعض افسر اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ اٹھائیس ہزار سے ہم نے یہ سب کام بھی کیا۔ اور پھر گیارہ لاکھ اس میں سے نکال کر مسجد شہید گنج کے ایجی ٹیشن پر بھی خرچ کر دیا۔ ایں چہ بوالعجبیست

حکومت کے بعض افسر بیان کرتے رہے ہیں۔ کہ احرار کو پندرہ ہزار ماہوار چندہ آتا ہے۔ کیا یہ لطیفہ نہیں کہ ہم تو تین ہزار ماہوار سے اس قدر بچت کرتے رہے۔ بلکہ اصل سے بھی ہم نے رقم کو بڑھا لیا۔ لیکن احرار پندرہ ہزار ماہوار کے باوجود شہید گنج کے بارہ میں کچھ نہ کر سکے۔ جن لوگوں کے پاس پندرہ ہزار ماہوار آتا تھا۔ وہ کیوں

ہماری مزعومہ رشوتوں کا مقابلہ

نہ کر سکے۔ احرار اور ان کے ہم نوا افسروں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارے پاس حسابات مکمل ہیں۔ اور ہم یہ انہیں دکھا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ حقیقت کے ثابت ہونے پر حکومت ذمہ لے۔ کہ اس کی طرف سے یہ اعلان کیا جائے گا۔ کہ احرار نے بھی اور اس کے ان افسروں نے بھی جنہوں نے یہ الزامات لگائے تھے۔ کہ یہ ایجی ٹیشن احمدیوں کے روپیہ پر چل رہا ہے جھوٹے تھے۔ اور اگر احراری یا ایسے معترض افسر اس چیلنج کو قبول نہ کریں۔ تو میں سوائے اس کے کیا کہہ سکتا ہوں۔ کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

دوسرا الزام ہمارے متعلق یہ ہے۔ کہ

ہم نے سکھوں کو اکسایا

اس کا جواب ہمارے اور سکھ اخبارات کے تعلقات سے لگ سکتا ہے۔ اگر تو یہ ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ تو بات صاف ثابت ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں۔ اور فی الواقعہ نہیں۔ بلکہ سکھ اور احراری اخبار ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ تو لوگ خود دیکھ لیں پانی کہاں مرتا ہے۔

تیسرا اعتراض وہ ہے۔ جس کا ذکر غالباً ایک احراری لیڈر نے بہاولپور یا منصوری میں ایک تقریر میں کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ سر چودھری ظفر اللہ خانصاحب گورنر کے پاس گئے۔ اور کہا کہ خدا کے لئے احرار کو چپ کراؤ۔ اور پھر گورنر نے یہ سب کچھ کرایا۔ یہ

عجیب لطیفہ

ہے کہ ایک طرف تو کہتے ہیں۔ ہم نے سکھوں کو اکسایا۔ دوسری طرف کہتے ہیں حکومت کو اکسایا۔ تیسری طرف کہتے ہیں مسلمانوں کو اکسایا۔ اور اس کی چوتھی کڑی یہ ہے کہ احرار کو اکسایا کہ خاموش رہو۔ اور دفتر سے باہر قدم نہ رکھو۔ حکومت اچھی طرح جانتی ہے کہ یہ بات غلط ہے یا صحیح۔ اگر تو صحیح ہے تو اسے چاہیئے اعلان کر دے۔ لیکن اگر غلط ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ اسی طرح اس کی تردید کرے۔ جس طرح چودھری افضل حق صاحب کے بارہ میں ایک بیان کی کی تھی۔ اور وہ واقعہ اس طرح ہے کہ کسی اخبار میں کسی شخص نے لکھا تھا۔ کہ چودھری افضل حق صاحب نے جا کر گورنر صاحب سے کہا کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں۔ اس پر حکومت کی طرف سے فوراً اس کی تردید کی گئی۔ سوال یہ ہے۔ کہ چودھری افضل حق صاحب کی عزت بچانے کے لئے تو حکومت کو اس قدر فکر ہے۔ مگر سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق کیوں یہ فکر نہیں۔ حالانکہ وہ حکومت ہند کے ممبر ہیں۔ پیر اکبر علی صاحب کے متعلق بھی ایسی باتیں کہی گئی ہیں۔ اور ان کی بھی تردید نہیں کی گئی۔ اور جب حکومت کی یہ حالت ہو۔ کہ وہ احرار کی عزت کی حفاظت کے لئے تو اس قدر مستعد ہو۔ لیکن حکومت ہند کے ایک ممبر کے متعلق اتنا بھی احساس نہ رکھتی ہو۔ حالانکہ دونو کے متعلق جو بات کہی گئی۔ وہ ایک ہی قسم کی ہے۔ تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ چودھری صاحب نے یہ بات کہی ہے اس لئے اس کی تردید نہیں کی گئی۔ اور چوہدری افضل حق صاحب نے چونکہ نہیں کہی تھی۔ اس کی تردید کی گئی مگر کیا یہ بات درست ہے۔ کیا واقع میں سر ظفر اللہ خان نے ہز ایکسیلنسی سے مل کر کوئی ایسی بات کہی تھی؟ لیکن چونکہ ہمارا علم یہی ہے کہ سر ظفر اللہ خان نے ہرگز ایسی کوئی بات نہیں کی۔ پس ہم یہ سمجھنے میں مجبور ہیں کہ حکومت پنجاب کے ایک حصہ کی نظر میں حکومت ہند کے کامرس ممبر کی وہ عزت نہیں ہے۔ جو چوہدری افضل حق صاحب کی ہے۔ حکومت اس خبر کی تردید کرے یا نہ کرے

میں اس کی تردید کرتا ہوں

کہ ایسی کوئی بات نہ سر ظفر اللہ خان نے اور نہ کسی اور احمدی نے کہی اور اگر کوئی اس کا مدعی ہے تو میں اسے بھی چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کے متعلق حلفی بیان شائع کرے۔ اور پھر دیکھے کہ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔

آنریری انسپکٹر وصایا کی ضرورت

وصایا کا کام روز بروز خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہا ہے۔ اب اس کام کے لئے آنریری انسپکٹر وصایا کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہر تحصیل میں ایک ایک آنریری انسپکٹر وصایا مقرر کیا جائے گا۔ اس کے لئے دوست اپنی اپنی خدمات پیش کریں۔ جو تن دہی سے اس کام کو کر سکتے ہوں فارغ البال ہوں۔ مستعد ہوں۔ جفاکشی و شوق سے اس کام کو کرنے والے ہوں۔ جو کم از کم تحصیل کی انجمنوں میں ہر ماہ دورہ کر سکیں۔ اپنی اپنی تحصیل کی طرف سے اپنا نام پیش کریں۔ درخواستیں آنے پر انتخاب کیا جائے گا۔

سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان

اعلان

اگر کسی دوست کو اپنے بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے کسی پرائیویٹ ٹیوٹر کی ضرورت ہو۔ تو وہ مطلع فرمائیں۔ ہمارے پاس ایک دوست مشرقی علوم مروجہ سے واقف ملازمت کے خواہش مند ہیں۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان

احرار اور دیگر مخالفین سلسلہ

کی مخالفت کے باعث غیر احمدیوں کے سمجھدار طبقہ میں احمدیت کے متعلق تحقیق کرنے کی خواہش بڑھ رہی ہے۔ یوم التبلیغ کے موقعہ پر بجائے ادھر ادھر کے ٹریکٹ تقسیم کرنے کے اگر احباب جماعت خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُر معارف تصانیف ملک کے سنجیدہ سمجھدار۔ اور سلیم الطبع غیر احمدیوں تک پہونچائیں۔ امید ہے۔ کہ اس کے نہایت ہی بابرکت اور شاندار نتائج نکلیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

چونکہ دوستوں نے اس موقعہ پر کتابیں مفت تقسیم کرنا ہیں۔ اس لئے مندرجہ ذیل کتب میں سے اکثر کی قیمتیں کم کر دی ہیں۔ بلکہ اس پر مزید رعایت یہ کی جائے گی۔ کہ جو دوست یوم التبلیغ کے لئے کتابیں منگوائیں گے [illegible] کم کردہ قیمتوں پر بھی ۲ر فی روپیہ اور رعایت کر دی جائے گی

دوستوں کو چاہئیے۔ کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں کتابیں منگوائیں۔ اور اکناف ملک میں خدا کے مسیح کا زندگی بخش کلام پھیلا دیں۔

خطبہ الہامیہ	عہ	دافع البلاء	۲ر
ازالہ اوہام	عہ	تذکرۃ الشہادتین	۹ر
آئینہ کمالات اسلام	۱۲ر	چشمۂ معرفت	۱۲ر
برکات الدعاء	۳ر	حقیقۃ الوحی	سے ر
شہادت القرآن	۱۰ر	نشانِ آسمانی	۳ر
منن الرحمٰن	۷ر	مسیح ہندوستان	۶ر
نور القرآن ہر دو حصہ	۸ر	فریادِ درد	۶ر
انجام آتھم	عہ	ضرورۃ الامام	۴ر
تحفہ گولڑویہ	عہ	نزول المسیح	۱۲ر
کتاب البریہ	عہ	تحفہ ندوہ	۵
تحفہ قیصرہ	۳ر	اعجاز احمدی	۶ر
راز حقیقت	۲ر	لیکچر سیالکوٹ	۴ر
ستارہ قیصرہ	۱ر	تقریریں	۳ر
تحفہ غزنویہ	۴ر	تقریر جلسہ دعاء	۳ر
اربعین	۱۲ر	درثمین فارسی	۶ر

ملنے کا پتہ

ملک فضل حسین مینجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

قادیان اور اس کے گرد و نواح میں زمین خریدنے والوں کیلئے ایک ضروری اعلان

بعض اصحاب قادیان میں ہمارے مزارعان موروثی یعنی دخیلکاروں کے ساتھ انکی زیر قبضہ زمین کی متعلق بیع در ہن کی گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ یا ہمارے پاس اجازت کیلئے آتے ہیں ایسے جملہ اصحاب کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دخیلکاران اپنی زیر قبضہ زمین کے مالک نہیں ہیں بلکہ محض مزارعان موروثی ہیں۔ جنہیں اپنی زمین کے رہن رکھنے یا بیع کرنے یا زراعت کے سوا کسی اور استعمال میں لانیکا قطعاً کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ پس آئندہ کوئی صاحب ہمارے دخیلکاروں کے ساتھ بیع در ہن وغیرہ کی گفتگو کر کے اپنا نقصان نہ کریں۔ باقی رہا یہ امر کہ مالکان اراضی کی پیشگی اور تحریری اجازت کیساتھ اراضی دخیلکاری حاصل کیجائے۔ سو گو قانوناً ایسا ہونا ممکن ہے لیکن چونکہ اس سے مالکان کے حقوق پر وسیع اثر پڑتا ہے۔ اور اور بھی کئی قسم کی مشکلات اور ناگوار حالات کے پیدا ہونیکا احتمال ہوتا ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس قسم کی اجازت نہیں دیجائیگی۔ لہٰذا احباب کو چاہئیے۔ کہ ایسی اجازت کے حاصل کرنیکے درپے نہ ہوں۔

علاوہ ازیں قادیان کے گرد و نواح میں تین گاؤں ایسے ہیں جہاں کے باشندگان اپنی اراضیات کے کامل مالک نہیں ہیں۔ بلکہ صرف حقوق ملکیت ادنیٰ رکھتے ہیں اور ملکیت اعلیٰ کے حقوق ہمارے خاندان کو حاصل ہیں۔ یہ دیہات ننگل باغباناں۔ قادیان بھینی بانگر اور کھارا ہیں۔ احباب کو چاہئیے۔ کہ ان دیہات میں بھی کوئی سودا بغیر مالکان اعلیٰ کی پیشگی اور تحریری اجازت حاصل کرنیکے نہ کریں۔ یہ پابندی ان دیہات کے قدیم اور اصلی باشندگان کے سوا باقی سب اصحاب پر عائد ہوگی خواہ وہ اس سے قبل ان دیہات میں کوئی اراضی حاصل کر چکے ہوں۔ یا آئندہ کریں۔

خلاصہ یہ کہ قادیان کی اراضی دخیلکاری کی خرید وغیرہ بہر صورت ممنوع ہے۔ اور کسی صورت میں اس کی اجازت نہیں دیجا سکتی۔ اور ننگل اور بھینی اور کھارا کی اراضیات ملکیت ادنیٰ کی خرید وغیرہ ہو سکتی ہے۔ مگر اسکے لئے مالکان اعلیٰ کی پیشگی تحریری [illegible] ہوگی۔ امید ہے کہ اس واضح اعلان کے بعد کوئی صاحب اس اعلان کے خلاف قدم اٹھا کر اپنے نقصان اور ہماری پریشانی کا باعث نہیں بنیں گے۔ فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد ایم۔ اے قادیان

موتی سرمہ کا مسیحائی اثر

دنیا تسلیم کر چکی ہے کہ ضعف بصر، کُکرے، جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، نزول، گوہانجنی، رتوندا، ابتدائی موتیابند وغیرہ، غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے، جو لوگ جوانی اور بچپن میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے، وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو انشاءاللہ جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے، قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ

"میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی، ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا"

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے لکھتے ہیں

"آپ کے موتی سرمہ کی خدا کے فضل و کرم سے فیروزپور میں دھوم مچ گئی ہے۔ میری آنکھیں مجھے قریباً قریباً جواب ہی دے چکی تھیں، خیال تھا کہ موگہ جا کر آنکھوں کا علاج کراؤں۔ اچانک الفضل پڑھتے پڑھتے آپ کے اشتہار پر نظر پڑی۔ منگوایا، استعمال کیا۔ سرمہ کیا ہے گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ ہے، میں تو کیا؟ جس جس نے استعمال کیا۔ اس کے مسیحائی اثر کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا، براہ کرم سات تولہ موتی سرمہ علیحدہ علیحدہ سات شیشیوں میں بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے"

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

دوستوں کی بیحد خواہش پر حیرت انگیز رعایت

حضرت خلیفۃ المسیح اول کی مجرب ادویات جن کی فہرست درج ذیل ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۳۵ء سے ۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء تک جو خطوط ڈاک میں ڈالے گئے ان کو رعایت ملے گی۔ اس سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھایئے۔ بعد میں کف افسوس ملنا ہوگا۔

محافظ جنین حب اٹھرا (رجسٹرڈ) اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں یا جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور لڑکیاں زندہ رہتی ہیں۔ لڑکے اول تو کم پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھر معمولی صدمہ سے فوت ہو جاتے ہیں۔ یا ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ تشنج۔ بخار۔ نمونیا۔ سوکھا۔ بدن پر پھوڑے۔ پھنسیاں چھالے نکلنا۔ بدن پر خون کے دھبے پڑنا وغیرہ میں۔ مبتلا ہو کر داعی اجل ہوتے ہیں ایسے وقت میں والدین پر جو صدمہ گذرتا ہے رخدا وند کریم اس سے ہر ایک کو محفوظ رکھے۔ آمین اس بیماری کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس کے لئے حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ امام نور الدین صاحب شاہی طبیب مہر کار جموں و کشمیر کی مجرب حب اٹھرا رجسٹرڈ حضور کے ارشاد سے خلق خدا کی بہتری کے لئے تیار کر کے اس کا فیض عام کیا ہوا ہے۔ جو ۱۹۱۱ء سے آجتک جاری ہے۔ ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ اب جن گھروں میں اٹھرا کی بیماری نے ڈیرا جمایا ہوا ہے۔ وہ خدا پر بھروسہ رکھیں۔ اور حب اٹھرا رجسٹرڈ فوراً استعمال کرا دیں۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست۔ مضبوط۔ اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے اور والدین کے لئے ٹھنڈک قلب اور باعث شکریہ ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر لعہ ۹ روپے۔ بعض منگوانے پر صہ اس سے کم عہ فی تولہ علاوہ محصول ڈاک۔

المشتہر:۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت۔ قادیان

حب نظامی (رجسٹرڈ)

یہ گولیاں موتی۔ مشک۔ زعفران۔ کشتہ۔ یشب۔ عقیق۔ مرجان وغیرہ سے مرکب ہیں پٹھوں کو طاقت دینے میں بے مثل ہیں۔ حرارت عزیزی کے بڑھانے میں بیحد اکسیر ہیں۔ جس پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے۔ طاقت مردمی کے بڑھاتے میں لاجواب ہیں۔ کمزوری کی دشمن ہیں طاقت توانائی کی دوست ہیں۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ سینہ۔ گردہ۔ مثانہ کو طاقت دیتی اور امساک پیدا کرتی ہے۔ قوت باہ کے مایوسوں کیلئے تحفہ خاص ہے قیمت ایکماہ کی خوراک ۶۰ گولی تے روپیہ رعایتی للعہ

تریاق معدہ

یہ ایک لاجواب مفید ترین پوڈر ہے۔ جس کے استعمال سے پیٹ کی ہر ایک قسم کی شکایت کافور ہوتی ہے۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بدہضمی۔ گڑگڑاہٹ۔ کھٹے ڈکار۔ متلی۔ قے۔ بار بار پاخانہ آنا۔ اور ہیضہ کے لئے تو اکسیر اعظم ہے۔ آج کل کے موسم کے لئے اس کا ہر گھر میں رہنا اشد ضروری ہے۔ یہ مندرجہ بالا بیماریوں کا تریاق ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی ۱۲ر رعایتی ۸ر علاوہ محصول وغیرہ۔
نظام جان اینڈ سنز

قبض کشا گولیاں

قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ کبھی کبھار کی قبض بھی ناک میں دم کر دیتی ہے اور دائمی قبض سے تو اللہ تعالیٰ محفوظ و امن میں رکھے آمین۔ دائمی قبض سے بواسیر ہو جاتی ہے حافظہ کمزور نسیان غالب ضعف بصر دھند گرے آشوب چشم ہوتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں۔ کام کو جی نہیں چاہتا۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ معدہ۔ جگر کی کمزور ہوتے ہیں۔ اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں۔ ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کیلئے اکسیر سے بڑھکر ثابت ہو چکی ہیں انکے استعمال سے متلی یا گھبراہٹ۔ قے وغیرہ نہیں ہوتی رات کو کھا کر سو جائیں۔ صبح کو ایک اجابت کھل کر آتی اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے۔ ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے قیمت یکصد گولی للعہ رعایتی عہ۔ المشتہر:۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

مقوی دانت منجن

اگر آپ کے دانت کمزور ہیں۔ مسوڑوں سے خون یا پیپ آتی ہے۔ منہ سے بدبو آتی ہے دانت ہلتے ہیں گوشت خورہ یا پائے اوریا کی بیماری ہے۔ دانت میلے ہیں۔ ان کی وجہ سے معدہ خراب ہے۔ ہاضمہ بگڑ گیا ہے۔ دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے۔ ان امراض کیلئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کرنے سے بفضل خدا تمام شکایت دور ہو جاتی ہے اور دانت مضبوط ہو کر موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ قیمت دو اونس شیشی ۱۲ر رعایتی ۸ر المشتہر:۔ نظام جان اینڈ سنز

تریاق گردہ

درد گردہ ایسی موذی بلا ہے کہ الاماں جسکو ہوتا ہے وہی اس کی تکلیف کو جانتا ہے۔ اس کا دورہ جب شروع ہوتا ہے۔ اس وقت انسان زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے اس کے لئے ہمارا تیار کردہ تریاق گردہ و مثانہ بیحد اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ اسکی پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے اس کے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو خواہ مثانہ میں۔ خواہ جگر میں ہو سب کو باریک پیسکر بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہے۔ جب وہ کنکر کھر کھر کر باریک ہو جاتا ہے۔ اور اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا ہے۔ تو بذریعہ پیشاب خارج ہوتا ہوا بیمار کو آگاہ کر جاتا ہے۔ اس کے بعد بیمار کو درد کی شکایت نہیں ہوتی۔ قیمت ایک اونس دو روپیہ رعایتی عہر المشتہر نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

حب مفید النساء

یہ گولیاں عورتوں کی مشکل کشا ہیں۔ انکے استعمال سے ایام ماہواری کی بیقاعدگی رکم آنا۔ زیادہ آنا۔ نلوں کا درد۔ کمر و گوڈوں کا درد۔ متلی۔ قے۔ چہرہ کی بے رونقی۔ چہرہ کی چھائیاں۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک للعہ رعایتی عہر۔

المشتہر:۔ نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

عدلیس آبابا ۱۶ ستمبر۔ آئرلینڈ کے پانچ ہزار باشندوں نے ایبی سینیا کی طرف سے لڑنے کی پیش کش کی ہے۔ تین ہزار فرانسیسیوں۔ کئی سو برطانیہ۔ جرمنی۔ برازیل اور روس کے باشندوں نے بھی ایبے سینیا کو اپنی رضا کارانہ خدمات پیش کی ہیں۔ مگر تاحال کسی پیش کش کو قبول نہیں کیا گیا:

جبرالٹر ۱۶ ستمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ بندرگاہ جبرالٹر کی جنوبی گذرگاہ میں داخلہ بند کر دیا گیا ہے:

پشاور ۱۶ ستمبر۔ علاقہ مہمند کے قبائل کی سرکوبی کے لئے تیس ہزار گورے اور دیسی سپاہی تعینات کئے گئے ہیں:

شملہ ۱۶ ستمبر۔ اسمبلی کی کانگریس پارٹی کے سیکرٹری مسٹر ستیہ مورتی نے اعلان کیا ہے۔ کہ کانگریس نے دوسری پارٹیوں کی امداد سے موجودہ اسمبلی کی تاریخ میں گورنمنٹ کو ۱۳ شکستیں دی ہیں۔ یہ کامیابی تمام غیر سرکاری پارٹیوں کے اتحاد کا نتیجہ ہے

روم ۱۶ ستمبر۔ اٹلی جنگ کے لئے زبردست فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔ ۱۶ ہزار سپاہی گذشتہ ہفتہ نیپلز سے روانہ ہوئے:

قاہرہ - ۱۶ ستمبر۔ وزیر اعظم مصر نسیم پاشا کا ایک بیان اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ جنگ کی صورت میں حکومت برطانیہ مصر کی حفاظت کا اقدام کرے گی۔ لیکن سنڈے ایکسپریس میں شائع شدہ ایک سرکاری کمیونک مظہر ہے۔ کہ وزیر اعظم نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا۔

بمبئی - ۱۶ ستمبر۔ گذشتہ شب ہندوؤں اور مسلمانوں میں لڑائی ہو گئی۔ جس کے نتیجہ میں پانچ اشخاص شدید طور پر مجروح ہوئے۔

کوئٹہ ۱۶ ستمبر۔ آج صبح باقاعدہ کھدائی کا کام شروع کیا گیا۔ اس وقت تک پونے آٹھ لاکھ روپے کا مال نکالا جا چکا ہے۔ اور اُسے مالکوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ چھ سو انسانی لاشیں اور ۱۵۰ مویشیوں کے پنجر نکالے جا چکے ہیں

لاہور ۱۶ ستمبر۔ آج ہندو آرٹ پریس سے جس میں روزنامہ "سیاست" چھپتا ہے۔ ایک ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی۔ یہ طلبیٔ ضمانت اخبار سیاست کے راولپنڈی کانفرنس کے متعلق ایک مضمون شائع کرنے کے سلسلہ میں ہے۔

عدلیس آبابا ۱۶ ستمبر۔ افواج کو تیاری کا حکم دینے اور ملک میں مارشل لا نافذ کرنے کا حکم نامہ تیار ہو چکا ہے۔ صرف بادشاہ کے دستخط ثبت ہونے باقی ہیں۔ اس پر اس صورت میں دستخط کئے جائیں گے۔ اگر اٹلی نے پانچ ارکان پر مشتمل کمیٹی کی سفارشات کو مسترد کر دیا۔ اور لیگ سے علیحدگی اختیار کی

بٹالہ - ۱۵ ستمبر۔ اخبار "پرتاپ" (۱۸ ستمبر) لکھتا ہے۔ کل رات جامع مسجد بٹالہ میں مسٹر مظہر علی کا لیکچر تھا۔ جامع مسجد کے باہر چند اشخاص ہاتھوں میں ہاکیاں لئے کھڑے تھے۔ ان کی ایک شخص کے ساتھ بحث ہو پڑی۔ اُسے خوب پیٹا گیا۔ سب انسپکٹر شوو شنکر جلسہ سے باہر آیا۔ اور اس نے پولیس طلب کی۔ اس عرصہ میں ایک اور نوجوان پیٹا گیا۔ چنانچہ ان اشخاص نے تھانہ میں رپورٹ لکھوا دی۔ کہ انہیں ان چار اشخاص نے بلاوجہ پیٹا گیا:

لاہور - ۱۵ ستمبر۔ پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں ایک بل پیش ہوگا۔ جس کا مقصد صنعتوں کو سرکاری امداد دینا ہے۔ اس کام کی تکمیل کے لئے ایک بورڈ مقرر کیا جائے گا۔ جو ۱۲۔ ارکان پر مشتمل ہوگا:

رنگون ۱۶ ستمبر۔ گذشتہ شب ایک بازار میں آتشزدگی سے ۲۳ مکان جل کر راکھ ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ ۳ لاکھ روپے سے زیادہ لگایا جاتا ہے:

کوونو (لتھونیا) ۱۶ ستمبر۔ ہر ہٹلر نے اپنی تقریر میں لتھونیا پر جو زد لگائی ہے۔ اُسے یہاں جنگ کی دھمکی تصور کیا جا رہا ہے۔

نرمبرگ ۱۶ ستمبر۔ ہر ہٹلر نے ریشتاغ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ہم اپنی فوج اس لئے منظم نہیں کر رہے۔ کہ دوسری اقوام کی آزادی سلب کریں۔ بلکہ اس لئے کہ اپنی آزادی کو برقرار رکھ سکیں۔ میمل کے متعلق کہا۔ کہ لتھونیا نے اس ملک کے باشندوں کے حقوق غصب کئے ہوئے ہیں۔ اور وہ مظلوم کی کوئی اپیل سننے کے لئے تیار نہیں یہودیوں کے متعلق کہا۔ کہ اگر یہودیوں نے جرمنی کے خلاف بائیکاٹ کی تحریک کو بند نہ کیا۔ تو نئے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے نئے قوانین بنائے جائیں گے:

رنگون ۱۶ ستمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ برما میں سخت بارش ہوئی ہے جس کے نتیجہ میں بھامو روڈ پر تین پُل بہہ گئے۔

شملہ ۱۶ ستمبر۔ گذشتہ شام حاجی عبداللہ ہارون ایم۔ ایل۔ اے کی زیر صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ کئی ایک ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ جن میں سے سب سے اہم مسجد شہید گنج کی صورت حالات کے متعلق تھا:

لاہور ۱۶ ستمبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نمائندہ نے پیر جماعت علی صاحب سے ملاقات کی۔ جس کے دوران میں پیر صاحب موصوف نے کہا۔ راولپنڈی کانفرنس میں سول نافرمانی کے اجراء کا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ اور معاملہ شہید گنج کے متعلق مسلمانوں کا آئندہ پروگرام ابھی ایک قابل تصفیہ امر ہے۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ سول نافرمانی غیر ضروری تصور کی جائے گی:

لاہور - ۱۶ ستمبر۔ ۹ ستمبر ۳۵ء کو ملک معظم کے سلور جوبلی فنڈ میں فراہم شدہ کل رقم ۱۳۱۷۶۷۵ روپے ۲ آنے ۵ پائی تھی:

لکھنؤ ۱۵ ستمبر۔ کرسچین کالج لکھنؤ کے ایک پروفیسر نے ایف۔ اے کی کلاس میں "اسلام کی کمزوریاں" پر ایک تقریر کی مسلمان لڑکوں نے دوسرے روز ہڑتال کر دی۔ جس پر پرنسپل نے کالج کی کابینہ کا اجلاس طلب کیا۔ بعد ازاں پروفیسر مذکور نے مسلم طلباء سے غیر مشروط معافی مانگی۔ اور پرنسپل نے بھی اس واقعہ پر اظہار افسوس کیا:

لاہور - ۱۶ ستمبر۔ آج ۴ بجے شام پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے دفتر "سیاست" پر جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی:

جدہ - ۱۵ ستمبر۔ معاصر "البلاغ" قاہرہ کا نامہ نگار مقیم عدلیس آبابا رقمطراز ہے۔ کہ کرنل لارنس جس کی موت کی خبر دیر ہوئی شائع ہو چکی ہے۔ ابھی زندہ ہے۔ اور حبشہ میں موجود ہے۔ اور اٹلی کے خلاف آسٹریا کی سرحد پر حبشیوں میں پراپیگنڈا کر رہا ہے۔

لاہور ۱۶ ستمبر۔ اخبار "احسان" ۱۸ ستمبر لکھتا ہے۔ آج مجلس احرار کے زیر اہتمام اچھرہ لاہور میں جلسہ کیا گیا۔ مولوی عطاء اللہ صاحب نے تقریر کرنا تھی۔ مگر جلسہ میں کوئی مسلمان شامل نہ ہوا۔ آخر احرار نے لاریوں کے ذریعہ لاہور سے مسلمانوں کو جلسہ گاہ میں لے جانے کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سے مسلمانوں میں درشت کلامی تک نوبت آئی:

طہران ۱۶ ستمبر۔ حکومت ایران نے جبری بھرتی کا قانون نافذ کر دیا ہے:

لاہور ۱۵ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اخبار "زمیندار" اور کریمی پریس کی جس میں زمیندار چھپتا ہے۔ چار ہزار روپے کی ضمانت ضبط کر لی گئی ہے۔ یہ ضبطی بعض مضامین جو معاملہ مسجد شہید گنج سے تعلق رکھتے تھے۔ شائع کرنے کی وجہ سے عمل میں لائی گئی ہے:

شملہ ۱۶ ستمبر۔ اسمبلی کے دونوں ایوانوں کے سامنے وائسرائے نے نہایت شاندار تقریر کی کانگریسی ارکان غیر حاضر تھے۔ وائسرائے نے اپنی تقریر میں ہندوستان پر اثر انداز ہونیوالے تمام حالات پر ایک وسیع تبصرہ کیا نئے دستور اساسی کو عملی جامہ پہنانے کی تلقین کی۔ اور اعلان کیا کہ میں کریمنل لاء امینڈمنٹ بل کے پاس کئے جانے کی سفارش کروں گا۔ نیز امینڈمنٹ بل کے متعلق کہا۔ اگر میں اپنے خاص اختیارات سے بل کو پاس نہ کروں۔ تو میں اپنے فرض کی سرانجام دہی سے قاصر رہوں گا آخر میں آپ نے ہندوستان سے فرقہ داری کے جذبات دور کرنے کی تلقین کی۔ دن کے آخری حصہ میں جب ...

مسٹر [illegible] نے کریمنل لا امینڈمنٹ بل پیش کیا تو کانگریس کی ترمیم ۵۵ ووٹوں کے مقابلہ میں ۶۹ ووٹوں سے [illegible] تحریک مسترد کر دی گئی:

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی